

بیدی :- اماں نہیں اماں بھاجی کو کچھ ہو گیا ہے

جنتے :- (فوراً اٹھتی ہے) ہا ہائے ... کی ہو گیا ہے .

بیدی :- پتہ نہیں کیا ہو گیا ہے . ملنگوں کی طرح سرمارتے ہیں یوں کر کے
آپاں جی .

مریم اٹھنے لگتی ہے پھر کچھ سوچ کر مسکراتی ہے اور بیٹھ جاتی ہے . بیدی اور جنتے بھاگ کر کمرے کی طرف جاتی ہیں . جہاں عارف موسیقی پر سر دھن رہا ہے . حیرت سے دیکھتی ہے .

جنتے :- عارف ... عارف بیٹے ... ہا ہائے اس پر تو سایہ ہو گیا ہے بیدی .
بیدی :- ہائے بھاجی ...
جنتے :- دے روشنیا ... روشن .

روشن آتا ہے .

جنتے :- اسے دیکھ کیا ہو گیا ہے .

روشن آگے آتا ہے اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتا ہے . عارف مڑتا ہے . کانوں میں سے پلگ نکالتا ہے .

عارف :- جی کیا بات ہے ؟

روشن :- چلنا نہیں عجیب گھر دیکھنے .

عارف :- چلنا ہے .

روشن :- تو چلو پھر ... اور اچھی طرح پیٹ پیاٹ لو اپنے آپ کو باہر کھلی فضا میں
سروی ہوتی ہے .

— CUT —

روشن . عارف . مریم . بیدی گاؤں کی ایک گلی میں . ایک دو مرد اور عورتیں رک

کران سے بات کرتے ہیں۔ اور بچے دیکھ رہے ہیں۔ گاؤں میں گھوم رہے ہیں یاد رہے کہ اب مریم اور عارف کی ناپسندیدگی کچھ کم ہو چکی ہے۔ روشن ان کے ساتھ زیادہ بے تکلف نہیں ہوگا۔ اس کے ذہن پر زمین کی فردخت کا مسئلہ ہے۔ یہ چاروں گاؤں سے باہر نکلتے ہیں۔ ایک قبرستان کے نزدیک سے گزرتے ہیں۔ روشن ٹھہرتا ہے۔
 روشن :- وہ ادھر ہمارے دادا کی قبر ہے۔۔۔ اور دادی کی۔۔۔

عارف :- (جبران ہو کر) اچھا؟۔۔۔ وہ ہمارے بھی تودادا اور دادی تھے۔
 روشن :- ہاں لیکن تم نے ان کو یاد نہیں رکھا۔۔۔

بیدی :- بھاروشن محرم کے دنوں میں قبروں پر مٹی ڈال دیتے ہیں۔۔۔ اور میں پلوچا کرتی ہوں۔

مریم :- کچھ قبریں بالکل خستہ حال ہیں۔

روشن :- جن کے بیٹے مٹی نہیں ڈالتے ان کی قبروں کا یہی حال ہوتا ہے۔۔۔۔
 چلیں؟

عارف :- ہاں۔

روشن :- فاتحہ نہیں پڑھنا؟۔۔۔

عارف :- ہاں آں۔۔۔ ضرور

فاتحہ پڑھتے ہیں۔ مریم سوچ میں ہے، آگے جاتی ہے۔

مریم :- کون سی قبر ہے؟

روشن :- یہ ہماری دادی جان ہیں۔۔۔ اور یہ پروادا ہے ہمارا۔

مریم بیٹھ کر قبروں کو ہاتھ لگاتی ہے۔ جیسے ان سے رابطہ قائم ہو رہا ہے۔ ہتھیلی پر مٹی لگ جاتی ہے۔ ہتھیلی کا کلوز۔ جھاڑنے لگتی ہے۔ پھر نہیں جھاڑتی۔ ایک بوڑھا آتا ہے اس نے گدھے پر چارہ لاد رکھا ہے۔ اسے ہانکتا ہوا آ رہا ہے۔ سب کو

کر کھڑا ہو جاتا ہے۔

بوڑھا :- اوئے روشنیا... یہ امام دین کے ہیں ہیں ؟ ... واہ بھی واہ ادھر

آؤ... میں تمہارا چاچا شیرا ہوں... پیار لو بھی... (پیار دیتا ہے،

مریم آرام سے پیار لیتی ہے اور کچھ محسوس کرتی ہے، بیٹا تمہاری زمین

ہے یہاں، مکان ہے یہاں... آیا کرو اپنے گاؤں میں... اور راضی بانی

ہوناں ؟... روشنیا میں نے تیرے کھیت میں سے دو گئے لیے تھے۔

میں رہ نہیں سکا... میٹھے بہت ہیں۔

روشن :- چاچا تیرا اپنا کھیت ہے تو بے شک سارے گئے پیڑ کے ان کا گڑ

بنالے۔

بوڑھا :- جیتا رہ۔ جیتا رہ۔

عارف :- یہ کون سا چاچا ہے ؟ رشتے دار ہے ہمارا ؟

روشن :- ہاں... ہم سب آپس میں رشتے دار ہی ہوتے ہیں...

مریم :- اور وہ ساری عورتیں جو مجھے روک روک کر پیار دیتی تھیں...

ملتی تھیں...

عارف :- (مسکرا کر) کزنز...

مریم :- ہاں کزنز (روشن کو دیکھتی ہے) جی تو اب کدھر جانا ہے ؟

روشن :- اپنی زمین کی طرف۔

— CUT —

ایک راستے پر جا رہے ہیں... پھر ایک جگہ پہنچتے ہیں، جس کے پس منظر میں جنگل

وغیرہ ہونا چاہیے۔ ایک پھولس کی جھگی یا کوئی ڈھارا وغیرہ۔ وہاں ایک دو چار پائیا

ہیں۔ مویشی۔ کھیت۔ اور پرے گئے کا ایک کھیت۔ یہاں جب یہ بیٹھ رہے ہیں،

تو ارد گرد کا نظارہ دکھائی دے اور موسیقی، کیونکہ یہی زمین ہے۔ روشن کھڑی ہوئی
چار پائیوں کو بچھاتا ہے۔

بیدی :- آپاں جی میں آپ کے لیے گئے لاؤں ؟ ہیں بھابی ؟
روشن :- ہاں دفع ہو...

بیدی :- میں ہو گئی دفع بھابی۔

مریم :- (کھیتوں کی طرف دیکھتی ہے اور پھر جھک کر زمین کریدتی ہے) کیا
یہی ہماری زمین ہے؟

روشن :- ہاں... (اشارہ کرتا ہے) وہ دو کھیت تمہارے ہیں اور وہ ہمارے
... اور وہاں کچھ کلرز دہ زمین ہے جسے میں خود آباد کرنے کی کوشش
کر رہا ہوں...

مریم :- یہ فضا میں کس چیز کی خوشبو ہے؟

روشن :- سرسوں کی... ان دنوں ہوا میں سرسوں کی خوشبو تیرتی رہتی ہے...
اور یہ تمہارے کھیت سے آرہی ہے۔ وہی کھیت جسے تم لوگ بیج
دینا چاہتے ہو۔

عارف :- روشن بھائی دراصل میں امریکہ جانا چاہتا ہوں اور... مجبوری ہے۔

مریم :- تم ساری رات راکھی پر بیٹھتے ہو روشن؟

روشن :- ہاں مجھے جاگنا پڑتا ہے... اس کی حفاظت کے لیے... میں ان
دنوں یہیں ہوتا ہوں۔

مریم اٹھتی ہے اور ادھر ادھر گھومتی ہے۔ وہ سرسوں کے کھیت میں ہے، اور اس
کی خوشبو سے نطف اندوز ہوتی ہے مختلف کھیتوں میں۔ ایک مونٹاژ جس سے
ظاہر ہو کہ زمین کی کشش اس پر حاوی ہو رہی ہے۔ واپس آتے ہیں عارف اور

روشن پر۔

روشن :- یہ جو تمہاری عزت ہوتی ہے اس گاؤں کی گلیوں میں چلتے ہوئے اور ہر ایک نے تمہاری راہ میں آنکھیں بچھائی ہیں تو جانتے ہو کیوں...؟
اس پہچان کی وجہ سے۔ اس زمین کی وجہ سے اور اس پرلے گھر کی وجہ سے جہاں اب بھی ہمارے بزرگوں کی مہک ٹھہری ہوئی ہے۔
عارف :- روشن بھائی میں تو.... مجھے دراصل کچھ پتہ ہی نہیں تھا کہ زمین اور عزت میں کیا رشتہ ہے.... لیکن اب تو نہیں مانیں گے۔

بیدی آتی ہے۔

بیدی :- آپاں جی کہاں ہیں؟
روشن :- آجاتی ہے بیٹھو۔

بیدی :- لوجا جی گئے دعارف کو دیتی ہے... مریم کو دیکھتی ہے، آپاں جی آگئے....

سب لوگ ایک ایک گنا لیتے ہیں۔ مریم اور عارف جو س نہیں سکتے۔
بیدی :- میں چھیل دوں آپاں جی... میں آپ کو گنڈیریاں بنا کر دیتی ہوں۔
مریم :- ہاں مجھ سے تو.... بہت مشکل ہے بابا۔
عارف :- ہاں میری تو باچھیں زخمی ہو گئی ہیں اندر سے۔
پر سے جا کر بیٹھ جاتا ہے۔

مریم :- سردی کچھ زیادہ نہیں؟
روشن :- کھلی فضا ہے ناں اس لیے۔ تم لوگوں نے کل واپس جانا ہے ناں؟
مریم :- ہاں.... بس وہ کام ہو جائے (بدولی سے)، تو... چلے جائیں گے۔
روشن :- مریم.... مجھے تم سے ایک کام ہے۔

مریم :- مجھ سے ؟

روشن :- اپنے ابا کو کہو کہ زمین کسی اور کو نہ بیچے مجھے صرف چھ مہینے دے
دے ... میں مرنے جاؤں پر میں رقم بنالوں گا ... تم یہ سفارش کر دو تو
میں ساری حیاتی تمہارا احسان یاد رکھوں گا (آبدیدہ) دیکھ مریم ان
کھیتوں کو، یہ ہمارے ہیں یہ مجھے پیارے ہیں . میں ان سے جدا
نہیں ہو سکتا .

مریم :- کچھ محسوس کرتے ہوئے کانپتی ہے، مجھے سردی لگ رہی ہے .
روشن :- ہم ایک دوسرے کو نہیں جانتے ، پر ایک ہی دادے کی اولاد ہیں ...
میں تمہارے دادے کی قبر کو آباد رکھتا ہوں مریم اس پر مٹی ڈالتا
ہوں ہر دو مہینے بعد اپنی زمین نہیں ہوگی تو مٹی کہاں سے
ڈالیں گے .

CUT

کنوئیں پر - مریم ایک طرف ہو کر بیٹھی ہے اور اس کی طبیعت ٹھیک نہیں . عارف
ابھی تک گئے کو لگا ہوا ہے . بیدی کوئی کام کر رہی ہے . روشن دودھ دودھ رہا
ہے . گاگر بھرتی ہے تو اٹھا کر باہر رکھتا ہے اور پھر اٹھانے کے لیے سر پر اتوں
رکھتا ہے . اٹھانے لگتا ہے تو مریم آگے آتی ہے .
گاگر پر ہاتھ رکھ کر

مریم :- میں مدد کر دوں ؟

روشن :- نہیں میں اٹھالوں گا . دہاتھ لگتا ہے ، تمہیں تو بخار ہے ... یتا یا
کیوں نہیں ؟
عارف :- روشن بھائی .

روشن :- کچھ نہیں ہوتا... یو نہی... سردی تھی ناں۔ گھر جا کر دودھ میں گھی
ملا کر پلائیں گے تو ٹھیک ہو جائے گی۔

بیدی :- آپاں جی ...

روشن :- تم ٹھہرو ...

قریب ہی دو گدھے بندھے ہوتے ہیں۔ اُن کو لاتا ہے۔ ایک پر مریم کو بٹھاتا ہے اور
دوسرے پر عارف کو۔ گاگراٹھا کر چلتا ہے۔ آگے روشن اس کے پیچھے دونوں گدھے۔
سب سے پیچھے بیدی اچھلتی ہوئی۔ شام کا وقت۔ نہریا کوئی راستہ جس پر LONG
SHOT میں دکھاتے ہیں۔

———— CUT ————

گھر فیض فضل اور جنتے بیٹھے ہیں۔

جنتے :- ٹھیک ہے بھائی فضل... ہم یہ مکان خالی کر دیں گے۔

فیض :- تمہارے حصے میں آیا تھا تمہاری مہربانی ہے کہ اتنا عرصہ ہمیں یہاں
سر چھپانے دیا۔

فضل :- مجھے مجبوری نہ ہوتی ناں تو... نہ میں یہ مکان بیچتا اور نہ زمین۔

جنتے :- زمین کس کے ہاتھ بیچی بھائی فضل ؟

فیض :- اس نے نمبرداروں سے بیانا پکڑ لیا ہے۔

فضل :- تمہارے پاس رقم نہیں تھی انہوں نے اچھی قیمت لگائی تو... پر

بھائی فیض ایک وعدہ چاہیے مجھے آپ کا... آپ حق شفع نہیں

کرو گے۔

فیض :- نہیں تم میرے بھائی ہو... میں بھائیوں سے جھگڑا نہیں کیا کرتا۔

فضل :- اور روشن ...

فیض :- اُسے میں سمجھا لوں گا۔

روشن - مریم - عارف اور بیدی داخل ہوتے ہیں۔

جنتے :- آؤ جی بسم اللہ... ہو گئیں سیریں...

بیدی :- اماں آپاں جی کو بخار چڑھ گیا ہے...

جنتے :- خیری ملے...

فضل :- کیا ہوا بیٹی...

مریم :- یونہی بس... کوئی خاص بات نہیں ہے ابو...

روشن :- اس کو عادت نہیں ہے ناں کھلی فضاؤں کی... ذرا ہوا لگ گئی ہے۔

مریم سیڑھیوں کے پاس جاتی ہے۔ موسیقی۔ اب پہلی مرتبہ ان پر چڑھتی ہوئی...

نصف سیڑھیوں پر کھڑی ہوتی ہے۔ اور کچھ آوازیں جو صاف نہیں اس پر اور لپ

ہوتی ہیں۔

فضل :- کہاں جا رہی ہو۔

مریم ان آوازوں کو سننے کی کوشش کرتی ہے پھر نیچے آ جاتی ہے۔

جنتے :- اس کی ماں اللہ بخشنے چھت پر چار پائی ڈال کر بیٹھ جاتی تھی اور اسے

بلا تھی مریم مریم اور یہ بھاگتی ہوئی سیڑھیاں پھلانگتی اس کے پاس

چلی جایا کرتی تھی... تم لیٹ جاؤ فوراً... بیدار ذرا لا تھ پاؤں دبا

دے، بہن کئے میں دودھ گرم کر کے لاتی ہوں گھی کے ساتھ!

فضل :- یہاں نزدیک ہی کوئی ڈاکٹر ہوگا؟

فیض :- ڈاکٹر تو نہیں ہے البتہ ایک ترکھان ہے جو بڑے اچھے ٹیکے لگاتا ہے۔

فضل :- ہم واپس نہ چلے چلیں ابھی۔

مریم :- او ہوا بو ہلکا سا بخار ہے... پلینر مجھے بس آرام کرنے دیں...

چاچا مہربان آتا ہے۔

مہربان :- ادھو پتہری کو بخار ہو گیا جنتے مرغی نہ کریں ... سنجنی بنالیں ۔
ذرا طاقت آجائے گی ۔

مریم :- بس آپ لوگ مجھے ریسٹ کرنے دیں ... پلیز ۔
سب باہر آ جاتے ہیں ۔

عارف :- یہ کوئی ڈاکٹر ہے جو ٹیکے لگاتا ہے ؟
جنتے :- نہیں پتر ... ترکھان ہے پر اس کے ہاتھ میں بڑی شفا ہے ۔
عارف :- تو اسے نہ بلا لیں ابو
فصل :- ہاں دکھالیں تو بہتر ہے اور انشاء اللہ صبح سویرے نکل چلیں گے
یہاں سے ...

روشن :- میں جاتا ہوں ۔

جنتے اور فیض بھی کمرے سے باہر جاتے ہیں ۔ بیدی مریم کے ہاتھ پاؤں دبا
رہی ہے ۔

مریم :- بس کمر بیدی ۔

بیدی :- آپاں جی ۔ آپاں جی ۔ اب ٹھیک ہوناں ۔

باہر جاتی ہے ۔

فصل :- دجیب میں سے روپے نکال کر ، عارف ان پیسوں کو سنبھال لو ...

(مریم دیکھتی ہے ، مکان اور زمین کے بیانیے کے ہیں ۔

عارف :- ابو وہ ۔ آپ نے بات ہی نہیں کی ہم سے ۔

فصل :- اچھی قیمت مل گئی ہے ۔

عارف :- ابو ہماری زمین میں ان دلوں سرسوں مچھولی ہوتی ہے ۔ آپ نے

دیکھی ہے ؟

فضل :- نہیں میں اس طرف نہیں گیا۔

عارف :- آپ دیکھتے تو سہی۔

روشن اور ترکھان ڈاکٹر کرملی داخل ہوتے ہیں۔

روشن :- اس بی بی کو بخار ہے۔

کرملی بڑے درست انداز میں اس کا بخار دیکھتا ہے۔

کرملی :- بس ٹھنڈ لگ گئی ہے۔ شہر والے ذرا نازک ہوتے ہیں ناں۔۔۔۔

ٹھیک ہو جائے گی صبح تک۔۔۔۔ (بیگ میں سے گولیاں نکالتا ہے) یہ

ابھی کھالو۔۔۔ اور یہ ایک ٹیکہ لگا دیتا ہوں طاقت کا۔

عارف :- سرنج تو ٹھیک ہے ناں ؟

کرملی :- جی ہاں۔۔۔ بیس برس سے اس گاؤں میں میرے مقابلے میں

کوئی ایم بی بی ایس ڈاکٹر نہیں ٹھہرا۔ اللہ کے فضل سے ٹھیک ہو جائے

گی سویر تک۔

ٹیکہ لگاتا ہے۔ مریم پر غنودگی طاری ہو رہی ہے۔

کرملی :- ابھی سو جائے گی۔

روشن کرملی کو کچھ پیسے دیتا ہے اور وہ چلا جاتا ہے۔ روشن تھوڑا سا پریشان ہے۔

روشن :- آپ فکر نہ کریں چاچا فضل۔۔۔ اچھا میں چلتا ہوں۔

مریم :- کہاں جا رہے ہو روشن ؟

روشن :- میں ؟ میں راکھی کرنے جا رہا ہوں اپنے کھیتوں کی مریم۔۔۔ اپنے اور

تمہارے کھیتوں کی۔

عارف اور فضل ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہیں، روشن جاتا ہے۔

مریم :- وہ کھیت تو ہمارے نہیں رہے۔ ہمارے نہیں رہے۔
 فضل :- بیٹے تم آرام کرو۔ سو رچ کی پہلی کرن کے ساتھ ہی ہم یہاں سے نکل
 چلیں گے۔

ہاتھ پر ہاتھ رکھتا ہے اور اس کا چہرہ تشویش سے بھر جاتا ہے۔ عارف سے
 کہتا ہے۔

بخار تو بہت ہی تیز ہے۔

جنتے اور بیدی آتے ہیں۔

جنتے :- (ہاتھ میں گلاس) مریم شاید سو گئی ہے۔ چلو سب لوگ اسے آرام

کرنے دو۔ بھائی فضل۔ عارف تمہارے بستر میں نے ساتھ والے کمرے میں

کر دیے ہیں۔ چلو اٹھو۔ انشاء اللہ ٹھیک ہو جائے گی صبح تک۔

سب اٹھ کر جاتے ہیں۔ کیمرو مریم پر وہ اگرچہ غنودگی میں ہے۔ لیکن بے چین ہے۔

———— CUT ————

روشن ڈانگ ہاتھ میں پکڑے کھڑا ہے۔ جنگل میں سے جانوروں کی آوازیں آرہی
 ہیں اور وہ بالکل مستعد ہے۔

———— CUT ————

عارف اور فضل بیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن جاگ رہے ہیں۔

———— CUT ————

مریم کرڈ میں بدل رہی ہے اس کے ہاتھ پر پسینہ ہے۔

———— CUT ————

جنتے بیدی اور فیض بھی اپنے اپنے بستروں پر لیکن سبھی جاگ رہے ہیں۔ البتہ

جنتے کی آنکھوں میں آنسو ہیں۔ ———— CUT ————

ہم مریم کے کلوز پر جاتے ہیں۔ اب آہستہ آہستہ وہ زیادہ بے چین ہو گئی۔ اس پر وہی موسیقی اور ریپ ہوگی جو سیڑھیاں دیکھتے وقت چلتی تھی۔ اور پھر وہ آوازیں جو سمجھ بھی نہیں آرہی۔ وہ پہلو بدلتی ہے۔ پھر دھیرے دھیرے اٹھتی ہے۔ باہر جاتی ہے۔ سیڑھیوں کے قریب۔ سیڑھیوں پر چڑھتی ہے۔ درمیان میں رکتی ہے اور یہاں سے وہ آوازیں جو اس کی ماں کی ہیں، صاف ہونے لگتی ہیں۔

آواز :- مریم۔ مریم۔۔۔ تم مجھے بھول گئے ہو بیٹے۔ میں تمہاری ماں ہوں۔ میرے پاس آؤ بیٹے۔ تم مجھ سے محبت نہیں کرتے۔۔۔ اپنے جھگڑوں میں اُلجھے رہتے ہو۔۔۔ مریم۔ مریم۔ میں تمہاری ماں ہوں۔ میرے پاس آؤ۔
میرے پاس آؤ۔

مریم اوپر جاتی ہے۔ چھت پر ایک چار پائی ہے اور وہاں ایک عورت ہے۔ جو اس کی ماں ہے اسے بلارہی ہے مریم اس کے پاس جاتی ہے۔ اس کا ہیولا غائب ہو جاتا ہے۔ لیکن مریم پریشان نہیں ہوتی۔ اب وہی آوازیں نیچے سے آرہی ہیں اور مریم اُن کو سنتی ہے، نیچے اترتی ہے۔ صحن میں آتی ہے۔ صحن کا دروازہ کھول کر گلی میں جاتی ہے۔ اب وہ گاؤں کی گلیوں میں سے گزر رہی ہے۔ گاؤں سے باہر آتی ہے۔ اور وہ موسیقی اور وہ آوازیں آرہی ہیں۔ جیسے وہ مجبور ہو کر ان کے پیچھے پیچھے جا رہی ہے۔ بالآخر وہ اس مقام تک پہنچتی ہے۔ جہاں اس کی زمین ہے۔ وہ اپنی زمین پر بیٹھ کر اطمینان کا سانس لیتی ہے۔ اُسے مٹھی میں لیتی ہے۔ جیسے وہ تندرست ہو گئی ہے۔ وہ مسکراتی ہے اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپکتے ہیں۔ جو مٹی میں جذب ہوتے ہیں۔ ہے تو روشن کھڑا ہے۔ وہ ایک ہلکی سی مسکراہٹ دیتا ہے۔

مریم کھڑی ہوتی ہے اور جو ڈانگ روشن پکڑے ہوئے ہے، اس کو تمام لیتی ہے
 جیسے اب وہ بھی راکھی میں شریک ہو گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی امانت علی خان
 کا ”اے وطن پیارے وطن“ اور لپ ہوتا ہے۔

(اختتام)

○ جنگل میں راستہ

پہلا منظر

ایک تنگ گلی۔ گلی اتنی تنگ ہو کہ ہاتھ پھیلانے سے کسی ایک دیوار کو لگیں اور میان میں بہتی ہوئی نالی۔ فرید سکول سے واپس آرہا ہے، گلے میں بستہ بہت صاف ستھرا لڑکا۔ بال بھی بنے ہوئے اور لباس بھی بے داغ۔ بہت احتیاط سے قدم رکھتا ہے۔ بالکل آہستہ چلتا ہے۔ اس گلی میں سے گزر کر گھر پہنچنے تک تین جگہ ایسی ہوں جنہیں وہ ایک ہاتھ سے چھو کر گزرتا ہے۔ جیسے بچے مختلف چیزوں کو ہاتھ لگا کر چلتے جاتے ہیں۔ یہ جگہیں آؤٹ ڈور کی مناسبت سے چن لی جائیں۔ اس منظر پر ٹیلپ چل سکتے ہیں۔

cut

دوسرا منظر

فرید گھر کے دروازے میں سے اندر آتا ہے۔ گھر جیسا کہ قصبوں میں مڈل کلاس خاندانوں کا ہوتا ہے۔ ایک وسیع صحن۔ سامنے براآمدہ اور پیچھے دو کمرے۔ ایک کونے میں پانی کا نل یعنی ہینڈ پمپ اور دوسرے کونے میں باورچی خانہ لیکن

اس کے لیے تھڑانہ بنائیے گا، فرش کی سطح پر ہوتا چاہیئے، فریڈ اندر آتا ہے۔ اپنا بستہ رکھتا ہے۔ نلکے سے منہ ہاتھ دھو کر باورچی خانے میں جاتا ہے۔ وہاں اسے معلوم ہے کہ روٹی کہاں ہوگی، اور اچار یا سالن وغیرہ کہاں۔ نکال کر کھانے لگتا ہے تو ماں سر پر کٹالی رکھے اندر آتی ہے۔

ماں :- فریڈ پتھر یہ جُبر کی رکھ دے ہاتھ سے۔

فریڈ :- کیوں اماں جی ؟

ماں :- ضرور رات کی باسی روٹی کھانی ہے تم نے... کرماں ماری سکیں ماچھن

نے تنوری گرم کرنے میں دیر کر دی۔ یہ لے۔ ہے ناں گرم ؟

فریڈ :- جی اماں جی۔

ماں :- جی اماں جی۔ ہاں اماں جی... پتھر لوگوں کے پتھر تو دن رات ٹر رہا ہیں

کرتے ہیں اپنی اپنی ماؤں کے ساتھ اور تو... صابر شا کر... جی اماں

جی۔ اور ہاں اماں جی....

فریڈ :- (مسکرا کر) جی اماں جی۔

ماں :- مجھے تو بڑا شوق ہے کہ تو میرے ساتھ ہر وقت گالٹوں کی طرح پٹر پٹر

باتیں کرے... پر تو تو جب سے پیدا ہوا ہے... خیر آ لینے سے میری

بہو بلقیس کو... اس کے ساتھ رجھ کے باتیں کروں گی۔

فریڈ :- اس نے تیرے کان کھا لینے ہیں اماں جی۔ وہ تو نرا ٹیپ ریکارڈ ہے۔

ماں :- (اس کی طرف غور سے دیکھتی ہے) یہ چیر تم نے خود نکالا ہے ؟

فریڈ :- (شرمندہ ہو کر) ہاں اماں جی۔

ماں :- تمہیں کتنی بار کہا ہے کہ خود جو مرضی کر۔ ہاتھ منہ دھو... جو مرضی...

پر تیری کنگھی ہمیشہ میں کروں گی، اب یہ ٹیڑھا چیر نکال کر بیٹھا ہوا

ہے ادھر آ۔

فرید اٹھ کر پاس جاتا ہے۔ اماں کنگھی کرتی ہے۔ پیار سے چیر سیدھا کرتی ہے۔

ماں :- فرید تو ماشا اللہ جب بال بچوں والا ہو جائے گا ناں... جب تُو بڑا

سارا مرد بن جائے گا۔ تب بھی میں نے ہی تیری کنگھی کرنی ہے۔ ٹھیک

ہے ناں ؟

فرید :- ہاں اماں جی...

ماں :- (سر جھٹک کر) باپائے تو نے جی اور ہاں اماں جی کے علاوہ مجھے اور

کچھ نہیں کہنا ؟

فرید :- نہیں اماں جی۔

CUT

تیسرا منظر

رات کا وقت۔ فرید ایک مکمل طور پر تاریکی میں ڈوبے ہوئے کمرے میں داخل ہوتا ہے۔ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھتا ہے، اور جب کچھ نہیں دکھائی دیتا تو پریشان ہو جاتا ہے۔ ادھر ادھر دیکھ کر بالآخر ماسٹرس تلاش کرتا ہے اور ایک لیمپ جلاتا ہے۔ جس میز پر اس کی کتابیں وغیرہ پڑی ہیں کرسی پر بیٹھ کر لیمپ کی نوک دیکھتا ہے۔ لیمپ کی لو اور فرید کی آنکھوں کے انٹرکٹ۔ آنکھوں میں لیمپ کی روشنی۔ خورشید ہاتھ میں دودھ کا گلاس پکڑے اندر آتی ہے۔ اسے مگن لکھتی ہے، اور شرارت سے لیمپ کی نوک پھونک مارتی ہے۔ جھمکتی ہے۔ فرید پریشان ہو جاتا ہے۔

فرید :- بھابی... اوہ...

بھابی :- کیا نظر آتا ہے اس میں تمہیں ۔

فرید :- (پھر لو کی جانب دیکھتا ہے) اس میں ؟ بھابی اس کو ٹکٹ کی باندھ کر دیکھتے جاؤ تو روشنی کے چمکتے بھڑکتے دریا نظر آتے ہیں ... جیسے نور کی بارش ہو ... جیسے ...

بھابی :- (مسکراتی ہے) یہ دودھ پی لو ۔

فرید :- بھائیے نے اس مہینے کا ڈرافٹ بھیج دیا ؟

بھابی :- تمہیں پیسوں کی ضرورت ہو تو ...

فرید :- نہیں نہیں بھابی اب بھائیے کو واپس آ جانا چاہیے ۔

بھابی :- (قدرے جذباتی) ہاں اب تو آ ہی جانا چاہیے ۔ بہت کمائیاں ہو گئیں ۔

اُدھر ابو دوتی سے آیا ہے شادی کی ہے اور چوتھے روز فلاٹ پر واپس

... یہ کوئی بات تو نہیں فرید ... ہم نے پھوکنی ہیں کمائیاں ۔

ماں کی آواز آتی ہے ۔ خورشید ۔ خورشید ۔

لے میں نے تو ابھی برتن بھی صاف کرنے ہیں ... آئی اماں جی ۔

خورشید جاتی ہے ، فرید پھر لیمپ کی لو کو گھوڑنے لگتا ہے ۔

———— CUT ————

چوتھا منظر

اسی گلی میں سے فرید سکول جا رہا ہے ۔

———— CUT ————

وہی صحن ۔ تین چار پائیاں ۔ دو خالی ۔ صبح کی ہلکی روشنی ۔ مرغ کی بانگ وغیرہ

بھابی خورشید گھر کے کام کاج میں مصروف اماں جی کھانا وغیرہ بنا رہی ہے ۔ اس

دوران فرید اٹھتا ہے۔ آنکھیں کھول کر ادھر ادھر دیکھ کر پھر لیٹ جاتا ہے

(ڈزالو)

روشنی زیادہ ہو چکی ہے اور فرید ابھی تک سو رہا ہے۔

ماں :- فرید۔ فرید پُتراٹھ۔ سکول نہیں جانا؟

فرید :- (آنکھیں کھولتا ہے) کیا ہے اماں جی !

ماں :- پُتراٹھ۔ سکول نہیں جانا۔

فرید :- (ارد گرد نگاہ ڈال کر) لومند اندھیرے چلا جاؤں سکول۔

ماں :- منہ اندھیرے ؟ (مسکرا کر) لو اد پر سے شکر دوپہر ہونے کو ہے اور

کہتا ہے منہ اندھیرے۔ اٹھ پُتر۔

فرید :- (اٹھتا ہے۔ دیکھتا ہے) پر ماں ابھی تو سورج بھی نہیں نکلا...

اندھیرا ہے ہر طرف۔

ماں کو یک دم احساس ہوتا ہے کہ کچھ گڑ بڑ ہے۔ اٹھتی ہے اور اس کے پاس آتی ہے۔

ماں :- اندھیرا پُتر ؟

فرید :- صبح تو ابھی نہیں ہوئی ناں اماں جی ...

ماں :- (اس کے سامنے بیٹھتی ہے) فرید ہر طرف روشنی ہے۔

فرید :- نہیں ہے اماں جی۔

آنکھیں ملتا ہے دیکھتا ہے۔

کیا سچ سچ صبح ہو گئی ہے ؟

ماں :- ہاں پُتر۔

فرید :- تو پھر... تو پھر... (ماں سے چمٹ جاتا ہے) ہر طرف اندھیرا کیوں ہے۔

صبح کہاں گئی اماں جی...

ماں :- ماں صدقے پتر۔ تجھے شاید چکرا گیا ہے اس لیے خورشید۔ خورشید۔
خورشید اندر سے آتی ہے۔

دیور کا سر پیر دبا سے چکرا گیا ہے۔ میں حکیم احمد دین سے شربت لے کر
آتی ہوں۔ میں ابھی آئی چن فرید۔
خورشید اس کا سر دبانے لگتی ہے۔ کیمہ فرید کی آنکھوں پر۔

CUT

پانچواں منظر

اماں فرید کو سامنے بٹھا کر پیار سے کنگھی کر رہی ہے، اور وہ اس کی جانب
دیکھ رہا ہے۔

فرید :- سکول سے میرا نام تو نہیں کٹ جائے گا اماں جی۔

ماں :- ہم نے کیا کرنا ہے سکول جا کر۔ دفعہ کرو۔

فرید :- آپ ہی تو کہتی تھیں کہ اُن پڑھ بندے اور جانور میں زیادہ فرق
نہیں ہوتا اور اب....

ماں :- بڑی ہیں نو جماعتیں۔

فرید :- اماں جی تحصیل ہسپتال کے ڈاکٹر نے کیا کہا تھا ایک طرف جا کے۔

ماں :- وہ کہتا تھا تم ٹھیک ہو جاؤ گے۔

فرید :- (مسکرا کر) نہیں اماں جی۔ میرے کان بڑے ہار یک ہیں۔ میں نے

سن لیا تھا۔ اس نے کہا تھا یہ ہمیشہ کے لیے ہے۔ ہے ناں؟

ماں :- نہیں نہیں... تو نے ڈرنا نہیں پتر... ڈرنا نہیں... میں جوتیرے

ساتھ ہوں۔ میں تیرا خیال رکھوں گی، تجھے نہلاؤں گی، کپڑے بدلوں
گی۔ جہاں کہو گے لے کر جاؤں گی۔

کنگھی کرتی ہے اور روتی ہے۔

— CUT —

چھٹا منظر

صحن کا ایک کونہ۔ یہاں ڈزلاؤ کے ذریعے فرید کو بیٹھے دکھایا جائے۔ آہستہ آہستہ دُور سے
گزرتے ہیں۔ فرید جو پہلے بہت صاف ستھرا تھا۔ اب بالکل فقیروں کی طرح ہو چکا ہے۔
خلاؤں میں گھسور رہا ہے۔ اس کونے میں کچھ ایسی چیزیں ہونی چاہئیں۔ جن سے صحن کے
اس حصے کی یا آسانی شناخت ہو جائے۔۔۔ کیمرے کو چہرے کی جانب لے جاتے ہوئے
ماں اور بھائی کے مکالے ۵/۵ ہوتے ہیں۔ یہ مکالے سرگرمیوں میں ہیں۔

ماں :- (رندھی ہوئی آواز میں) پر میرے بعد اس کا کیا ہوگا۔ میں تو اب بھی اس کا
خیال نہیں رکھ سکتی۔۔۔ مجھ میں اتنی ہمت طاقت کہاں ہے کہ اسے ہر وقت
ساتھ لیے پھروں۔ نہلاؤں دھلاؤں کپڑے پہناؤں۔ غسل خانے لے
کر جاؤں اور پھر ماں شام اللہ جوان ہے۔ آخر میں کب تک۔۔۔

بھابی :- میں اس کا خیال رکھوں گی اماں۔۔۔

ماں :- نہ پتہ۔ دوسروں کی چنگی بھلی اولاد نہیں پالی جاتی۔ یہ غریب تو پھر
نا بینا ہے۔۔۔

روتے ہوئے

اس نے گلیوں میں دھکے کھانے ہیں میرے بعد فقیر ہو جانا ہے۔ سودائی
ہو جانا ہے۔